مبرة الآل والأصحاب

سلسلة قضايا التوعية الإسلامية (١)

صحبت رسول اللہ ﷺ

صحبة رسول الله ﷺ

تالیف: صالح عبداللہ الدرویش — ترجمہ: عبدالحمید اطہر

صحبتِ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

شیخ صالح بن عبداللہ الدرویش

ترجمہ

عبدالحمید اطہر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	صحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم
اردو نام	:	صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تصنیف	:	شیخ صالح بن عبداللہ الدرویش
ترجمہ	:	عبدالحمید اطہر

انتساب

اہلِ بیت اور صحابہ

رضی اللہ عنہم کو چاہنے

والوں کے نام

فہرستِ کتاب

مقدمہ	۵
پہلا باب: رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داریاں	۷
چند غور طلب پہلو	۱۲
چند حقائق	۱۹
پہلے باب کا خلاصہ	۲۲
دوسرا باب: بعض وہ موقعے جن میں صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے	۲۴
غزوۂ بدر	۲۵
غزوۂ احد	۲۷
غزوۂ خندق	۲۹
صلح حدیبیہ	۳۲
وفود کا استقبال	۴۰
غزوۂ تبوک	۴۴
عہدِ نبوی کے معاشرے کی تقسیم	۸۴
کتاب کے خاتمے سے پہلے	۵۰
خلاصۂ کلام	۵۲

پیش لفظ

إن الحمد لله نحمده سبحانه، ونستغفره ونتوب إليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهد الله فهو المهتد، ومن يضلله فلا هادي له ...... أما بعد.

اس دور میں امت مسلمہ مبارک بیداری کے سایے تلے زندگی گزار رہی ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس بیداری کے ثمرات کو مستحکم بنائے، دشمنانِ اسلام امتِ مسلمہ کو بیدار ہونے کا موقع دے ہی نہیں سکتے، اگر امت بیدار ہوگئی ہے تو وہ امت کو اٹھنے سے روکیں گے، اور امت مسلمہ اس وقت تک اٹھ نہیں سکتی جب تک وہ دشمنوں کا مقابلہ نہ کرے اور ہر طرح کی سختیوں اور پریشانیوں پر صبر نہ کرلے، اور اپنے پروردگار اللہ رب العزت کا تقوی اختیار نہ کرے، اسی صورت میں امت مسلمہ کو امامت اور قیادت ملے گی، اور اللہ کی اجازت سے اس کی بیداری اور اٹھان مبارک ہوگی، دشمنوں کی چال یہ ہے کہ امت کے انتشار اور اس کی قوموں اور قیادتوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھایا جائے۔

اختلاف کے اہم اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ تاریخی مواد کا بہت بڑا ڈھیر پایا جاتا ہے، یہی اختلاف کا ایندھن اور اس کو بھڑکانے کا مواد ہے، کانٹ چھانٹ کرنے والے نے اپنے فن سے اس کو بہترین انداز میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے، اور مفاد پرستوں نے جذبات بھڑکانے، اپنے لیے عوام کی تائید حاصل کرنے، عوام میں اپنے حق میں تحریک پیدا کرنے اور مال ودولت کمانے کے لیے اس کا بہترین انداز میں غلط استعمال کیا ہے، تاریخی روایت سیڑھی کا کام دے رہی ہے، جس کو وہ اپنے مقاصد تک پہنچنے کے لیے ذریعہ

بنا رہے ہیں۔

مسلمانوں کے لیے اور خصوصاً طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق کو بیان کریں اور اس کا دفاع کریں، کتاب وسنت کو تھامے رہنے، تفرقہ اور انتشار کو ختم کرنے، امت کو پارہ پارہ کرنے اور امت کی طاقت کو، بلکہ امت کو ہی ختم کرنے کی سازش میں دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام بنانے کی اہلِ ایمان کو دعوت دیں۔ تاریخ پر نظر رکھنے والے اس سے بخوبی واقف ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کے درمیان بعض اختلافی واقعات رونما ہوئے، اس طرح کے واقعات کو لے کر کانٹ چھانٹ کرنے والوں نے اسے آگ میں تبدیل کردیا۔

حقیقت کو واضح اور روشن کرنے اور اللہ کی طرف دعوت دینے کے کاموں میں شریک ہونے کی غرض سے یہ کتابچہ ہر مسلک اور عقیدے کے مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں اور بڑوں سبھوں کے لیے لکھا گیا ہے، اس میں عقلی اور نقلی دلائل پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، خصوصاً قرآن کریم سے دلائل دیے گئے ہیں، اور جذبات کو ابھارا گیا ہے اور عقلی طور پر مطمئن کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس کی غرض یہ ہے کہ اللہ اس کتابچہ سے ہر عام اور خاص کو فائدہ پہنچائے۔

صحیح بات اللہ کی توفیق سے نکلتی ہے، اور میں اپنی کوتاہی، لغزش اور گناہ سے اللہ کے حضور مغفرت کا طلب گار ہوں، میں اس کتاب کے قاری سے امید کرتا ہوں کہ مفید مشوروں اور صحیح رہنمائیوں سے ہم کو محروم نہیں کریں گے۔

صالح بن عبداللہ الدرویش

پہلا باب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریاں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ والوں کے سلسلے میں دعا مانگتے ہوئے کہا: ”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ (سورہ بقرہ ١٢٩) اے ہمارے پروردگار! اور ان میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما، جو ان میں تیری آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب اور علم وحکمت سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو بڑا زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔

دوسری جگہ خداوندِ قدوس کا ارشاد ہے: ”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ“ (سورہ جمعہ ٢) اللہ تعالیٰ ہی نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان میں اس کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور علم وحکمت سکھاتا ہے، حالاں کہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان مستحکم تعلقات پر دلالت کرنے والے یہ واضح اور صریح دلائل ہیں (١) اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی ذمے

١۔ صحابی کی تعریف میں راجح قول یہ ہے کہ صحابی ہر وہ شخص ہے جو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لے آیا اور آپ کی صحبت میں رہا، چاہے کتنی ہی مختصر مدت کیوں نہ ہو، اور ایمان پر ہی اس کا انتقال ہوا۔ جتنی زیادہ صحبت حاصل ہوئی ہو، اتنا ہی اس کا مرتبہ بڑا ہوگا۔

داریوں (جن کے لیے آپ کو مبعوث کیا گیا) میں سے ایک ذمے داری یہ بھی ہے جس کو ان آیات میں بیان کیا گیا ہے، یہ نبی اکرم ﷺ کی شرعی واجبات میں سے ہے اور آپ کی رسالت کی حکمتوں میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس ذمے داری کو مکمل طور پر انجام دیا، جس کے ذریعے اللہ تبارک وتعالی نے لوگوں کو کھلی ہوئی گمراہی سے بچایا اور شرک اور کفر سے نکال کر ایمان اور توحید کی دولت عطا فرمائی۔

جی ہاں! اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ میں اپنی قوم کے درمیان زندگی گزاری، اور ان ہی میں اللہ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا، قریش کے ہر خاندان میں رسول اللہ ﷺ کی رشتے داری ہے، یہاں تک کہ انصار کے خاندانِ بنو نجار میں بھی رسول اللہ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے ننہیالی رشتے دار ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ''رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ '' (ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا)۔

جی ہاں! اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کے لیے سب سے باعزت نسب کو منتخب کیا، چناں چہ ان کو ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں پیدا فرمایا، اور آپ کو دنیا کے سب سے بہترین علاقے مکہ مکرمہ میں نبی بنا کر بھیجا، نبی اکرم ﷺ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں، آپ بنی آدم کے سردار ہیں، اور اس میں کوئی فخر نہیں، قیامت کے دن مقامِ محمود، حوضِ کوثر اور بلند مرتبہ آپ ہی کے لیے ہے، سیدنا محمد علیہ الصلاۃ والسلام سب سے بہتر بشر اور تمام رسولوں کے امام ہیں۔ اس پر اللہ ہی کی تعریف ہے اور یہ رب العزت ہی کا احسان ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالی کی کمالِ نعمت یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو فہم، بہادری اور مردانگی کے اعتبار سے بہترین ساتھی اور اصحاب عطا فرمایا، اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، کیوں کہ وہ آپ ﷺ کے رشتے دار اور خاندان والے ہیں، نسب کے اعتبار سے سب سے بہترین لوگ ہیں اور لوگوں میں سب سے بلند اخلاق کے حامل ہیں، جیسا کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ کانوں کے مانند ہیں، جاہلیت میں جو تم میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں جب ان میں سمجھ ہو''۔(۱)

یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا، قبیلۂ کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا، اور قریش میں سے بنو ہاشم کا انتخاب کیا، جو شرافت وعزت کے بلند مرتبے پر فائز ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے انتخاب سے اعلی مقام سے سرفراز ہوئے، کیوں کہ بنو ہاشم ہی شعب ابو طالب والے ہیں جن کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محاصرہ کیا گیا، یہ وہی لوگ ہیں جن کو زکوۃ اور صدقہ دینا جائز نہیں ہے، اور ان ہی میں سے آل نبی (۲) اور اہلِ بیت ہیں، اور ان ہی میں سے اللہ تعالی نے سارے جہانوں کے لیے محمد ﷺ کو رسول بنایا۔

میرے بھائیو! غور کرو:

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ''وَيُـزَكِّيۡهِـمۡ '' (اور وہ ان کا تزکیہ کرتا ہے) وہ بہترین لوگ ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی تربیت کی اور ان کا تزکیہ فرمایا، کیا ان کے سلسلے میں طعن وتشنیع کرنا عقل میں آنے والی بات ہے؟ اس آیت میں تعلیم پر تزکیہ کو مقدم کرنے کی حکمت کے بارے میں غور کرو! یہ ایک لغوی نکتہ ہے، جس کے بہت سے اشارے اور حکمتیں ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ''وَيُـعَـلِّـمُهُـمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ '' (اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذمے داری ادا کی، کیا پھر کسی عقل مند، انصاف پسند اور اللہ سے ڈرنے والے شخص کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے طلبہ اور شاگردوں کو لاعلمی اور جہالت سے متصف کرے؟

میرے محترم بھائی! جلدی نہ کرو اور تھوڑی دیر ان آیتوں پر رک کر سوچو اور ان کے معانی اور مطالب پر غور کرو: ''هُـوَ الَّـذِىۡ بَـعَـثَ فِـى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡ

۱۔ بخاری: ۶/ ۲۹۸، مسلم ۲۵۲۶ باب خیار الناس

۲۔ آل رسول سے مراد کون ہیں اور ان کی کیا فضیلت ہے انشاء اللہ اگلی کتاب میں ان کا تفصیلی تذکرہ آئے گا

عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ'' (سورہ جمعہ ۲) اللہ کی ذات وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جوان میں اس کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اوران کا تزکیہ کرتا ہے اوران کو کتاب اورعلم وحکمت سکھاتا ہے، حالاں کہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

اس کی بعدوالی آیت پربھی غورکرو: ''ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ'' (یہ اللہ کافضل ہے جس کوچاہے عطافرماتا ہے)۔

کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ بہت بڑی نعمت اوراس کا احسان ہے، جی ہاں! یہ اللہ کا احسان ہے، جس پر چاہتا ہے کرتا ہے، اسی صحبت کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کامیاب ہوگئے اور دوسروں پر سبقت لے گئے۔

جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورصحابہ کے درمیان یہ مضبوط رشتہ اورتعلق ہے، جن کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی گزاری، ان میں سے سرِ فہرست اہلِ بیت اور آپ کی ازواجِ مطہرات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوان کے ساتھ بیٹھنے پرخوشی ہوتی تھی اور ان سے آپ کوانسیت ملتی تھی، وہ آپ کے دست وبازو، فوجی اور وزراء تھے، اورآپ کے شاگرد تھے جنھوں نے آپ سے علم حاصل کیا اورآپ کی تربیت میں رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی ان ہی کے ساتھ رہے اوران ہی میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

جی ہاں! جولوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اورآپ ہی کی اقتدا اور پیروی کرتے ہیں، ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت کو پورا کیا، پیغامِ خداوندی کو پہنچایا اوراللہ کے احکام واوامر کو پورا کیا، ان میں سے ایک حکم، پیغام اورامانت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کوعلم سے آراستہ کیا اوران کا تزکیہ کیا، یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ قرآن اور حدیث نبوی کو حاصل کیا، اوران

سے تابعین نے لیا، صحابہ کے عدل کی گواہی دینا ایمان میں سے ہے اوراس بات کی گواہی کا ایک حصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے عائد کردہ اپنی ذمے داریوں کو پورا کیا۔

صحابہ پرطعن وتشنیع کرنے کا مطلب ان کے امام، قائداورمعلم سید المرسلین پرطعن وتشنیع کرنا ہے، لاحول ولاقوة الا بالله!

سوچواورغورکرو!

اس مسئلہ میں مکمل ہم آہنگی ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پرتنقید کرنے والے اوراس تنقید کونقل کرنے والے کی ملامت اور مذمت کرنا اوراس کوغلط ٹھہرانا باتفاقِ عقلاء صحیح بات اورصحیح کام ہے، اس کی مختصرتفصیلات اگلے صفحات میں پیش ہیں۔

چند غور طلب پہلو

میرے بھائیو! جلدی نہ کرو، میرے ساتھ غور وخوض کرو:

جب تم تنہا ہو یا ایسے شخص کے ساتھ رہو جس کی عقل کے صحیح ہونے پر تم کو بھروسہ ہو تو سوچو اور غور کرو، کیوں کہ یہ دینی حکم ہے۔

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ''قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ'' (سورہ سبا:۴۶) آپ کہہ دیجیے! میں تم کو صرف ایک چیز کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لیے تنہا اور دو دو مل بیٹھو پھر سوچو کہ تمھارے اس ساتھی (محمد) کو کوئی جن کا اثر تو نہیں ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے: اگر کسی ملک کا صدر ہے یا کسی قوم کا سردار، خود کو اس سردار یا صدر کی طرف منسوب کرنے والے پیروکاروں میں سے کوئی آئے اور یہ دعوی کرے کہ اس کے آس پاس کے لوگ مفاد پرست ہیں، نہیں، بلکہ خائن ہیں، اور معلم کے نظریات کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں، جب کہ یہی خائن لوگ اس کے سب سے قریبی اور خاص الخاص ہیں، اس کی مجلسِ شوری کے اراکین ہیں، اس کے اور ان کے درمیان رشتے داری، صلہ رحمی اور مصاہرت ہے، اور ان ہی لوگوں نے اس کے نظریات کو قبول کیا ہے اور اس کو دنیا میں عام کیا ہے۔

غور کرو اور سوچو!!

جواب دینے میں جلدی نہ کرو، تم کیا جواب دو گے، جب کہ اسی امام اور قائد نے اپنے ساتھیوں کی تعریف کی ہے اور ان کو سراہا ہے اور ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ان کو برا

کہتے ہیں اور ان کے مرتبے کو گھٹاتے ہیں؟

کیا کوئی ایسا حکمران پایا جاتا ہے جس کو سلطنت اور غلبہ حاصل ہو، اور اس کے مشیرین اور وزراء کو گالی دی جاتی ہو اور ان کو خائن وغیرہ وغیرہ کہا جاتا ہو، اور وہ اس پر راضی ہو؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

غور کرو اور سوچو!! اس عالم کے بارے میں تم کیا کہو گے جس نے اپنی پوری کوشش صرف کر کے اور اپنا پورا علم انڈیل کر اپنے ان طلبہ اور شاگردوں کو علم سے آراستہ کیا ہو جو اس کے ساتھ خوشی اور غم ہر موقع پر رہے ہے اور اس کے ساتھ ہر طرح کے حالات میں زندگی گزاری، اس کی صحبت، اس سے علم حاصل کرنے اور اسکے اخلاق سے آراستہ ہونے کے خاطر ملک، گھر والوں اور مال ودولت کو چھوڑا، پھر بعد والی نسل ان طلبہ پر طعن وتشنیع کرنا شروع کرتی ہے اور ان پر جہالت اور علم کو چھپانے کا الزام لگاتی ہے؟

اس عالم کے بارے میں تم کیا کہو گے جس سے انھوں نے علم حاصل کیا؟

جی ہاں!! اس معلم کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ ان طلبہ کو کیا کہا جائے گا جن پر اس نے اپنی پوری کوشش صرف کی؟ کیا اس معلم اور استاذ میں عیب ہے؟

یا ان طلبہ میں عیب ہے جنھوں نے معلم کی صحبت میں رہنے اور اس سے علم وتربیت حاصل کرنے کے لیے اپنے بچوں، اپنی مال ودولت اور اپنے ملکوں کو ترک کر دیا؟ جس کی محبت ان کے نزدیک اپنی اولاد، گھر والوں، مال ودولت اور وطن کی محبت سے بڑھ کر ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ان طلبہ نے سب کچھ چھوڑ کر اس کا رخ کیا اور اس کے وطن میں چلے آئے؟

یا عیب ان طلبہ پر طعن وتشنیع اور تنقید کرنے والے پر ہے، جس کے ذہن میں یہ بات آئی ہی نہیں ہے کہ اس کی تنقید معلم اور استاذ پر ہو گی یا وہ خود اپنی ملامت اور طعن وتشنیع کا شکار ہو گا؟

معلم، طلبہ اور ناقد کے حالات پر غور کرو، سوچو اور پھر ایک مرتبہ غور کرو!!

میرے محترم بھائیو:

تربیت اور رہنمائی کرنے والوں کے امام کے بارے میں غور کرو، وہی تمام مخلوقات کے لیے نمونہ ہے، اس کے ساتھی اس کے پیروکار اور اس کی تائید کرنے والے ہیں، انھوں نے امام کے ساتھ خوشی اور غم میں زندگی گزاری، جنگ اور امن وسلامتی میں ساتھ دیا، خوشحالی اور تنگ دستی میں اس کے ساتھ رہے، آزمائشوں کی آندھیاں ان پر چلیں، بڑی بڑی مصیبتیں آئیں، یہاں تک کہ کلیجے منھ کو آگئے، ایسے حالات میں بھی وہ امام کے ساتھ رہے، ان کا ساتھ نہیں چھوڑا اور اسی کی پیروی کرتے رہے۔

جی ہاں! آپ کی باتوں کو آپ کے منھ سے بلا واسطہ سنا، آپ کے پہلو میں ہر وقت رہے، آپ کی مجلسوں اور آپ کی سانسوں تک کو گننے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، بلکہ یہ لوگ آپ کے گرنے والے بالوں اور تھوک کو لینے کے لیے لپکتے تھے اور ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے، خود مربی نے ان کی رہنمائی اور تربیت کی، کبھی سب کو مخاطب کرتے اور کبھی چند لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے، اگر کوئی غلطی کرتا تو اس کو تنبیہ کرتے، اگر کوئی نیک کام کرتا تو اس کی قدردانی کرتے، ان کی تربیت میں اپنی پوری محنت اور وقت لگایا، کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس میں ان کا مفاد ہو اور ان کے لیے فائدہ ہو تو ضرور اس کو خود کیا اور ان کو اس کے کرنے کی ترغیب دی، جس چیز میں ان کے لیے نقصان دیکھا اس سے ضرور ان کو چوکنا کیا۔

قلم اپنے ساتھیوں، چاہنے والوں اور پیروکاروں کے ساتھ مربی کے برتاؤ کو بیان کرنے سے عاجز ہے، آپ ہی کے حکم پر وہ عمل کرتے، اور آپ ہی کی اقتدا کرتے، آپ کے اعمال اور تصرفات کو دیکھتے، آپ کے اقوال اور رہنمائیوں کو سنتے، انھوں نے کسی واسطے کے بغیر صاف وشفاف سرچشمے سے اخذ کیا۔

کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ ان حقائق کے بعد بھی ان کو یہ الزام دیا جائے کہ صرف چند لوگوں کو چھوڑ کر سب الٹے پیر پھر گئے؟ دوسرے الفاظ میں اکثریت نے تربیت اور رہنمائی سے فائدہ نہیں اٹھایا!! امام کی سب کوششیں رائیگاں چلی گئیں، اور انھوں نے مال کے خاطر اپنے دین کو بیچ دیا، یہ مال کس نے لیا؟ اور یہ مال کس نے دیا؟

تم یہ جواب دو گے: نہیں، بلکہ جاہ ومنصب کے لیے انھوں نے اپنے دین کو بیچ دیا، یہ جاہ ومنصب کون سا ہے؟ کیا امام کی صحبت اور اس کی خدمت سے بڑھ کر کوئی منصب اور عزت ہے؟ وہ کیوں پھر گئے؟ میں نہیں جانتا۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ناقد ان کی عدالت پر طعن وتشنیع کر رہا ہے، اور ان کو غیر متقی بتا رہا ہے، طعن وتشنیع کرنے والا آئیڈیل امام کے ہاتھوں تربیت پانے والے ان لوگوں کو کم از کم کمزور ایمان کا الزام دے رہا ہے، جی ہاں یہ سب سے ہلکا الزام ہے۔

اللہ کے واسطے مجھے جواب دو کہ عیب امام اور مربی میں ہے یا ان لوگوں میں جن کی تربیت کے لیے امام نے پوری کوشش کی، ان کی تعریف کی، ان کا تزکیہ کیا اور ان کو سکھایا......وغیرہ وغیر...........؟

یا عیب طعن وتشنیع کرنے والے ناقد میں ہے؟

جواب دینے میں جلدی نہ کرو، سوچو اور غور کرو!!

مجاہد امام کے ساتھ ان کے جہاد، صبر، اپنا مال ودولت خرچ کرنے، بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے سب سے قریبی لوگوں اور رشتے داروں کے خلاف ان کی جنگ کے بارے میں سوچو، جہاد کا میدان عملی تربیت کا سب سے وسیع میدان ہے، وہ امام کے ساتھ جہاد کے ہر میدان: اپنی جان قربان کرنے کے جہاد، مال کے جہاد اور دعوت کے جہاد میں شریک رہے، خیر کے تمام کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی، کامیاب ہونے کے بعد اور رضا وخوشنودی کے مرتبے کو حاصل کرنے کے بعد اور اللہ کی رضا

کے بعد پلٹ گئے! سبحان اللہ!! کیا الزام ہے!!

میرے محترم بھائیو! جلدی نہ کرو، میرے ساتھ تھوڑی دیر صبر کرو، غور وخوض کرنے کے بعد ہی کوئی حکم لگاؤ، آپ کی مہربانی ہوگی اگر آپ ذہن میں آنے والے اعتراضات سے مجھے باخبر کردو، میں انشاءاللہ اگلے ایڈیشنوں میں اس کتاب کی مراجعت کرنے اور اس میں کانٹ چھانٹ کرنے کے لیے تیار ہوں، اہم بات یہ ہے کہ تم میرے ساتھ اس کتاب کو غور وفکر اور تدبر کے ساتھ پڑھتے رہو۔

تم میری اس بات سے متفق ہو کہ امام، قائد، آئیڈیل، معلم اور مربی پر کوتاہی یا اس سے چھوٹا کوئی الزام لگانا ممکن نہیں ہے، اگر ہم پیروکاروں میں عیب، کمی اور کمزوری کو مان لیں اور یہ فرض کرلیں کہ ان میں سے اکثروں نے خیانت کی ہے اور امام سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے الزامات کو مان لیں، تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کا اثر امام پر بھی پڑے گا، خصوصاً اگر ہم یہ کہیں کہ خائن اور جاہل لوگ ہی امام کے خاص الخاص تھے، اور ان ہی کے ساتھ امام بیٹھتے تھے اور وہی لوگ ان کو کنگن کی طرح گھیرے رہتے تھے، کیوں کہ وہی لوگ آپ کے گھر والے اور مشیر تھے۔

ہم نقد کو نقل کرنے والے (اس واسطے کو علماء سند کہتے ہیں) یا طعن وتشنیع کرنے والے کی شخصیت پر عیب کیوں نہیں لگا رہے ہیں، کیوں کہ یہی بالکل صحیح موقف ہے، اس کی مثال پیشِ خدمت ہے، اس کے بعد مطلب واضح ہوجائے گا۔

مورخین کے یہاں اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے چند لوگوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی اور خروج کیا، جن کا نام اصطلاح میں ''خوارج'' ہے یعنی بغاوت کرنے والے، یہ نام ان کی نشانی بن گیا، ان کے ساتھ طویل مباحثے اور مناقشے ہوئے، لیکن امام علی رضی اللہ عنہ کا صبر کا پیمانہ اس وقت لبریز ہوگیا جب انھوں نے مسلمانوں پر ظلم وزیادتی شروع کی اور عبداللہ بن خباب کو قتل کردیا، اس کے بعد

ہی امام علی نے ان کے خلاف جنگ کی۔

کیا کوئی عقل مند اس لشکر کے چند لوگوں کے سبب سے امام علی کو ملزم ٹھہرائے گا، اور امام کے ان ساتھیوں پر طعن وتشنیع کرے گا جنھوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، جس کے نتیجے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ بنے، پھر جنگوں میں آپ کا ساتھ دیا، کیا کوئی ناقد آپ کے لشکر کے بغاوت کرنے والے گروہ کی وجہ سے آپ کے پیروکاروں پر طعن وتشنیع کرے گا؟

کیا یہ کہنا ممکن ہے کہ امام کے ہاتھوں پر بیعت کرنے والے سب لوگ کافر ہیں، یا فاسق یا جاہل ہیں، یا امام کی وفات کے بعد انھوں نے آپ سے خیانت کی، لوگوں کی ایک جماعت کے خروج کی وجہ سے یہ الزامات لگائے جائیں گے، جن کی بغاوت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کہہ دیا تھا اور ان کی علامت یہ بتائی تھی کہ وہ اسلام سے اس طرح نکلیں گے جس طرح تیر شکار سے نکلتا ہے۔

میرے بھائی! تم میری اس بات سے متفق ہو کہ امام علی کی تنقید کرنا ممکن نہیں ہے، اسی طرح امام کے ہاتھوں پر بیعت کرنے والوں پر الزام لگانا بھی صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ بدترین بدعت ہے، جس کو اختیار کرنے والے پر اندیشہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوجائے، بلکہ امام کی بیعت کے صحیح ہونے پر سبھوں کا اتفاق ہے، اس میں کوئی اختلاف یا جھگڑا نہیں ہے، جو امام یا ان کے پیروکاروں پر تنقید کرے گا وہ تنقید خود اس پر لوٹ آئے گی، اور اس کو غلط ٹھہرانا بالکل صحیح بات ہے، اگر تم یہ فرض کرلو کہ کہنے والے نے اپنی شہرت کے لیے تنقید کی ہے تو اس روایت کی سند دیکھو، کیوں کہ ایک امام کی طرف سے دوسرے امام پر تنقید کی نسبت بہتان اور جھوٹ ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، یہ بالکل واضح ہے۔

میرے ساتھ سوچو اور غور کرو:

میرا خیال ہے کہ تم میرے سابقہ خیال سے متفق ہو کہ امام علی رضی اللہ عنہ کی تنقید کرنا

ممکن نہیں ہے اور نہ ان کے ہاتھوں پر بیعت کرنے والوں اور ان کی مدد کرنے والوں کی تنقید کرنا صحیح ہے، بلکہ طعن وتشنیع کرنے والے یا اس کو نقل کرنے والے کی تنقید کی جائے گی

کیا آپ کو اس پر اعتراض ہے؟ وہ اعتراض کیا ہے؟

جی ہاں، آپ اس نتیجے سے میرے ساتھ متفق ہیں، کیا ایسا ہی نہیں ہے؟

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی سے بہتر ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھی حضرت علی کے ساتھی سے افضل ہیں، اور آل رسول سب سے بہتر آل ہیں، گذشتہ تفصیلات یہاں بھی دہرائی جاسکتی ہیں، بلکہ ان کا دہرانا اولی در اولی ہے

رسول اللہ ﷺ معلم ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعن طلبہ ہیں، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کیا، صحابہ میں سرِ فہرست آل رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ قائد ہیں، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے فوجی ہیں، جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے خاطر اپنی جانوں کو قربان کیا، جن میں سرِ فہرست آل رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ مربی ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ نسل ہے جس کی تربیت خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی، جن میں سرِ فہرست ذریت اور آل رسول ہیں ۔

رسول اللہ ﷺ حاکم ہیں، اور آپ کے خاص الخاص، درباری اور وزراء آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، جن میں سرِ فہرست آل رسول رضی اللہ عنہم ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچادیا، آپ سے اس پیغام کو حاصل کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، جن میں سرِ فہرست آل رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان یہ ربط وتعلق ہے، جس سے ایک دوسرے کو الگ کرنا ناممکن ہے، جن میں سرِ فہرست آل رسول ہیں۔

باتفاقِ امت نبی کریم ﷺ کی ملامت کرنا اور آپ کی طرف کوتاہی کی نسبت کرنا کفر ہے۔

چند حقائق

فیصلہ کرنے سے پہلے غور کرو اور سوچو!

اہل سنت والجماعت میں شامل سبھی لوگ صحابہ کی عدالت کے کیوں خواہش مند ہیں اور اس مسئلہ میں شدت کیوں اختیار کرتے ہیں؟

اپنے دل سے پوچھو اور جواب کے بارے میں سوچو، تمھارے سامنے بعض وسیع خطوط پیش کیے جارہے ہیں، جن سے تمھیں جواب تلاش کرنے میں مدد ملے گی:

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن وتشنیع سے اعدائے اسلام کے سامنے طعن وتشنیع کے دروازوں کے پٹ کھل جائیں گے، سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیوں؟

۱۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن وتشنیع کی جائے گی تو ان کے علاوہ دوسرے لوگ نقد اور طعن وتشنیع کے تیر کے بدرجہ اولی شکار ہوں گے، جی ہاں بدرجہ اولی زہریلی تیروں کا شکار ہوں گے، اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

أ۔ اللہ تعالی نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت کے بارے میں آیتیں نازل فرمائی ہے جن کی تلاوت قیامت تک ہوتی رہے گی۔

ب۔ بہت سی حدیثوں میں حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ان کی تعریف کی ہے۔

ج۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان مضبوط ربط اور تعلق ہے، جس کو الگ کرنا ناممکن ہے، کیوں کہ آپ ان کے مربی، معلم اور قائد ہیں، جس کی تفصیلات گزر چکی ہیں۔

د۔مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان یہ بات متفق علیہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی آدم کے سردار ہیں، اور وہ رسولوں اور ائمہ مصلحین کے امام ہیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس جماعت کی تربیت کرنے میں ناکام ہوگئے جو اس دین کی ذمے دارے اٹھائے ہوئے ہیں اور دین ان کے برتاؤ، اعتقاد اور عمل سے عبارت ہے، تو آپ کے علاوہ دوسرا شخص یہ کام کر ہی نہیں سکتا، چاہے اس کا مرتبہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

ھ۔تاریخ نے یہ گواہی پیش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے اسلامی فتوحات کی قیادت کی، اور انھوں نے ہی اسلام کے جھنڈے کو بلند کیا اور اسلام کو عام کیا، حسنِ اخلاق اور قوتِ ایمانی کے انمٹ نقوش ثبت کیے اور بے نظیر مثالیں قائم کی، ان کے علاوہ دوسرے بہت سے اسباب اور وجوہات ہیں جن کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تمام رسولوں اور ائمہ علیہم السلام کے اصحاب سے مرتبے میں بڑے ہیں اور ان پر فوقیت رکھتے ہیں۔

۲۔صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنے سے اعدائے اسلام کو قرآن کریم پر طعن و تشنیع کرنے کا موقع ملے گا کہ قرآن کی تبلیغ میں تواتر کہاں ہے؟ حاملینِ قرآن میں امانت اور عدالت کہاں ہے؟

۳۔صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنا دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ اور آپ کی سیرت شریفہ پر طعن کرنا ہے، کیوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہی سنت اور سیرت کو نقل کیا ہے۔

۴۔دشمنانِ اسلام کو یہ کہنے کا بہترین میدان ہاتھ آئے گا کہ اسلام صرف چند نظریات اور اخلاق کا نام ہے، جن کو ابھی تک عملی میدان میں منطبق نہیں کیا گیا ہے اور ان کی پابندی کرنا ناممکن ہے، کیوں کہ وہی لوگ پلٹ گئے جو قرآن کے نزول کے وقت موجود تھے اور جن کی سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تربیت کی۔

۵۔اسلام کے روشن کارناموں اور اسلامی تہذیب کو مسخ کیا جائے گا۔ان کے علاوہ دوسرے بہت سے اسباب ہیں جن سے تمھیں جواب تلاش کرنے میں مدد ملے گی۔

اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں میں مومنین کا حسد اور بغض نہ رکھ، ہماری اور ہم سے پہلے ایمان لانے والوں کی مغفرت فرما، اے اللہ! ہمیں دل کی صفائی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاکیزہ آل واصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت عطا فرما، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم فرمانے والے آقا!۔

خلاصۂ کلام

میرے بھائیو!

اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ اس مسئلہ کی بہت بڑی اہمیت ہے، یہ مسئلہ اختلافِ امت اور انتشار کا اہم سبب ہے، اس مسئلہ کے سلسلے میں عقلی اور نقلی دلائل کی وضاحت کے باوجود بعض گروہ اور فرقے اس میں اختلاف کرتے ہیں، ایک طبقہ امام علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو کافر قرار دیتا ہے، اس سے ہم اللہ کے حضور عافیت اور پناہ مانگتے ہیں۔

دوسرا طبقہ عام صحابہ کو کافر کہتا ہے، ولاحول ولاقوۃ إلا باللہ، بعض لوگ اس مسئلہ میں حیران و پریشان ہیں، حالاں کہ یہ بالکل واضح اور صاف ہے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہی ہے، یہ بات بالکل واضح ہے کہ صحابہ پر طعن و تشنیع کرنا دراصل رسول اللہ ﷺ پر طعن و تشنیع کرنا ہے، کیوں کہ اللہ کے نبی ان کے مربی، معلم اور قائد ہیں جس کی تفصیلات سے ہم واقف ہو چکے ہیں، اسی وجہ سے صحابہ کی محبت اور ان کی عدالت کی گواہی دینا واجب اور ضروری ہے، کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں، یہی شرف اور فخر ان کے لیے کافی ہے۔

اے اللہ! تو ہمیں ان کی محبت عطا فرما اور ان کی تعریف کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرما، اے سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم فرمانے والے آقا!

میرے بھائیو!

چوکنا رہو، چوکنا رہو، لوگوں کا نظریہ تم کو کہیں حق سے روک نہ دے، تمھاری عقل کہاں کھو گئی ہے، تمھاری شخصیت کہاں ہے اور تمھاری سوچ کہاں ہے؟ تم یہ نہ کہو کہ فلاں طبقے، فلاں لوگوں اور فلاں علماء کی اس سلسلے میں یہ رائے ہے اور میں ان کے تابع ہوں؟

کیوں کہ قیامت کے دن تم سے تمھارے بارے میں پوچھا جائے گا اور تم قبر میں تنہا جاؤ گے۔

سوچو اور غور کرو، اور سچے دل سے اپنے پروردگار سے ہدایت مانگو، اللہ ہی صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے، اللہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے مقام اور مرتبے کا خیال کرو، اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے نزدیک صحابہ کے مرتبے کو ذہن میں لاؤ، اگر تم گزشتہ تفصیلات سے مطمئن نہیں ہوئے ہو تو آئندہ صفحات میں آنے والے دلائل پر غور کرو

دوسرا باب

بعض وہ موقعے جن میں صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے

میرے محترم بھائیو!

قرآن کریم پڑھنے والے کو بہت سی ایسی آیتیں ملیں گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ان آیتوں میں ان موقعوں کی تفصیلات اور احکام وغیرہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی تنہا گزاری؟ اس میں اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی اپنے گھر والوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ گزاری۔

اسی وجہ سے آل واصحاب کے سلسلے میں نازل آیتیں بہت سی ہیں، یہاں سرسری طور پر ان بعض موقعوں اور ان کے سلسلے میں نازل آیات کو پیش کیا جارہا ہے، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان ربط اور تعلق، صحبتِ رسول کی فضیلت اور ان موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والوں کی بے پناہ افضلیت واضح ہوجائے۔

غزوۂ بدر

اللہ عزوجل نے اس جنگ کے موقع پر سورہ انفال نازل فرمائی، اس سورہ میں بہت سے نکتے اور دلالتیں ہیں، اس مناسبت سے نازل ہونے والی بہت سی آیتیں ہیں، جن میں سے صرف تین آیتیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: ''إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ'' (سورہ انفال ۱۱) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالی تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لیے، اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے تم کو پاک وصاف کردے اور تم سے شیطان کی گندگی کو ختم کردے اور تمھارے دلوں کو مضبوط کردے اور تمھارے قدموں کو جمادے۔

اس آیت پر غور کرو اور اس کے معانی کے بارے میں سوچو، پاک کرنے اور شیطان کی گندگی دور کرنے جیسے معانی پر تدبر کرو، اس کے بعد والی آیت میں اللہ نے ان کے ایمان کی گواہی دی ہے: ''فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا'' (پس اللہ نے مومنین کے قدم جمادیے) اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید اللہ نے بدر والوں پر نظر کرم کی ہے، اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا ہے: تم جو چاہو کرو، میں نے تم لوگوں کی مغفرت کردی ہے''۔(۱)

ایک مفید نکتہ: سیرت نبوی کے تمام مسلمان مولفین اس بات پر متفق ہیں کہ نفاق جنگِ بدر کے بعد شروع ہوا، اس سے پہلے نفاق کا وجود ہی نہیں تھا، اس نکتے پر غور کرو۔

۱۔ بخاری: ۷/۱۴۰، المغازی باب فتح مکۃ وباب فضل من شھد بدرا وغیر ذلک، ومسلم ۲۴۹۴ من فضائل بدر

میرے محترم بھائیو!

تھوڑی دیر رکو اور سورہ کی آخری آیتوں پر غور کرو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فیصلہ سنایا ہے کہ مہاجرین اور انصار ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی دلالتوں پر غور کرو: ''اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ ءَاوَوْا وَنَصَرُوْا أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ، وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَأُولٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ'' (سورہ انفال ۷۴۔۷۵) (جو ایمان لے آئے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جنھوں نے پناہ دی اور مدد کی وہی حقیقی مومن ہیں، ان کے لیے مغفرت اور معزز روزی ہے، اور جن لوگوں نے ان کے بعد ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور تمھارے ساتھ جہاد کیا، وہ بھی تم ہی میں سے ہیں، اور جو لوگ رشتے دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حق دار ہیں، بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے) اللہ اکبر!! اللہ کی قسم! ان کے لیے خوش خبری ہے، اللہ کی قسم! یہ آقا کی طرف سے سابقین اولین مہاجرین اور انصار کے لیے مومن ہونے کی گواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ''حقاً'' کے تاکیدی لفظ پر غور کرو، پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ''لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ''، (ان کے لیے مغفرت اور معزز روزی ہے) اس گواہی اور اللہ کی طرف سے ان تاکیدات کے باوجود کسی مومن کے لیے ان پر طعن وتشنیع کرنا کیا جائز ہے؟

غزوۂ احد

اس جنگ کے واقعات کے سلسلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی نبی پر سورہ آل عمران کی ساٹھ آیتیں نازل فرمائی، اس سورہ میں صحابہ کی جو تعریف کی گئی ہے اس پر الگ سے تفصیلی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے لشکر یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان ربط وتعلق کو واضح کرنے والی سب سے پہلی آیت مندرجہ ذیل ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے ایمان کی گواہی دی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ.....'' (سورہ آل عمران ۱۲۱) (اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے، مسلمانوں کو جنگ کرنے کے لیے مقامات پر جما رہے تھے) پھر اس کے بعد جنگ احد کے سلسلے میں تسلسل کے ساتھ آیتیں ہیں، یہاں تک کہ آیت عتاب جس میں شکست کے اسباب کو بیان کیا گیا ہے، اس میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''عَفَا عَنْكُمْ'' (آپ لوگوں کو اللہ نے معاف کر دیا) کہا ہے، جنگ کے اختتام کے بعد صحابہ کے حالات کے وصف پر غور کرو، بلکہ ان کو حاصل ہونے والی کھلی ہوئی فتح ونصرت کے بعد، کیوں کہ قریش بھاگ کر واپس چلے گئے تھے اور مسلمان اللہ کے فضل اور احسان سے واپس ہوئے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْم ‘‘ (آل عمران ۱۷۳-۱۷۴) یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمھارے لیے سامان جمع کر رکھا ہے، پس تم ان سے ڈرو، سو اس بات نے ان کے ایمان میں اضافہ کر دیا اور ان لوگوں نے کہا: ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، پس یہ لوگ اللہ کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور انھوں نے اللہ کی رضا اور خوشنودی کی پیروی کی اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سلسلے میں یہ گواہی دی ہے کہ ان کے ایمان میں اضافہ ہوا اور انھوں نے اللہ کی خوشنودی اور رضا کی پیروی کی، یہ بات تم جانتے ہی ہو کہ جتنے لوگ غزوۂ احد میں شریک تھے وہ سبھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حمراء الاسد(۱) گئے تھے، یہ وہی لوگ ہیں جن کے سلسلے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اس آیت کے اختتام پر غور کرو، جس سے اللہ کی وسیع رحمت کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ مکہ کے راستے پر مدینہ سے چند میل کی دوری پر ایک جگہ ’’حمراء الاسد‘‘ ہے، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ قریش مقامِ احد سے واپس ہونے کے بعد دوبارہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، جہاد کی منادی کرنے والے نے آواز لگائی: وہی ہمارے ساتھ آئے جو جنگ میں شریک رہے ہوں۔ تمام صحابہ اپنے زخموں اور تکلیفوں کی پرواہ کیے بغیر آپ ﷺ کے ساتھ نکل پڑے، جنگ احد سے پیچھے رہنے والوں میں سے کوئی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا، صرف جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حمراء الاسد گئے، رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی طرف سے جنگِ احد میں شریک نہ ہونے کا عذر بیان کیا اور ان کو اپنے ساتھ آنے کی اجازت دی۔

غزوۂ خندق

اس غزوہ کے سلسلے میں سورہ احزاب کی چند آیتیں نازل ہوئیں، اگر چہ یہ آیتیں مختصر ہیں، لیکن ان میں صحابہ کے درمیان ربط وتعلق کی بلیغ تصویر پیش کی گئی ہے، اور ان کے نفسیاتی حالات کی مکمل تفصیل بیان کی گئی ہے، اس غزوے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پیش آنے والے مصائب: جدو جہد، بھوک، خوف اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کی خواہش کو بیان کیا گیا ہے۔

میرے محترم بھائیو!

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۹ پر غور کرو، جس میں اللہ تعالی نے مومنین کو آواز دی ہے اور جنگ خندق کے مختلف موقعوں پر ان پر کی گئی اپنی نعمت کا تذکرہ کیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ’’يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا‘‘ (اے ایمان والو! اس وقت اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر حملہ آور ہونے کے لیے فوجیں آئیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور ایسے لشکر جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا) پھر مولی عزوجل نے دشمنوں کے ہاتھ جنگ سے روک کر ان پر کی گئی اپنی دوبارہ نعمت کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے ایمان کی گواہی دی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ’’وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ‘‘ (اور اللہ مومنین کی طرف سے جنگ کے لیے کافی ہوا) پھر اس کے بعد دو آیتیں نازل ہوئیں، جن میں مشہور یہودی قبیلے بنو قریظہ کے انجام کو بیان کیا گیا ہے۔

ان آیتوں پر غور کرو اور تدبر کے ساتھ ان کی تلاوت کرو اور اللہ کے اس فرمان پر

تھوڑی دیر رک کر سوچو: ''وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا''(اور جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو انھوں نے کہا: یہ تو وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے، اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں اضافہ ہی ہوا) اللہ سبحانہ وتعالی کا احسان اور فضل عام ہے، یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے چند ساتھیوں کے ساتھ خاص ہے۔

وہ کون لوگ ہیں جنھوں نے کہا: یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا؟ وہ لوگ کون ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق کھودی تھی؟

مولی عزوجل کی طرف سے ان کے حق میں ایمان اور زیادتی ایمان کی گواہی پر غور کرو، اسی طرح ان پر دنیا میں بھی اللہ کا فضل واحسان ہوا، جس کا تذکرہ اس سورہ میں اللہ نے کیا ہے۔

وہ لوگ کون ہیں جو بنو قریظہ کے وارث ہوئے؟ اور وہ لوگ کون ہیں جنھوں نے یہودیوں کے خلاف جنگ کی؟

اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: ''وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا''(سورہ احزاب ۲۷) اور اللہ نے تم کو ان کی زمین، ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا وارث بنایا، اور ایسی زمین کا جس کو تم نے روندا ہی نہیں ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس سے پہلے اللہ نے یہودیوں کے قلعوں کو فتح کرنے، ان کے دلوں میں رعب ڈالنے اور ان کو قتل اور قید کرنے کا تذکرہ کر کے مومنین پر اپنے احسان کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا''(اے ایمان والو! اس وقت اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم پر حملہ آور ہونے کے لیے فوجیں آئیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور ایسے لشکر جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تمھارے اعمال کو دیکھنے والا ہے) اس آیت سے اس واقعے کی آخری آیت تک، جو یہ ہے: ''وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا''(سورہ احزاب ۲۷) اور اللہ نے تم کو ان کی زمین، ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا وارث بنایا، اور ایسی زمین کا جس کو تم نے روندا ہی نہیں ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ان آیتوں کی معانی پر غور کرو، ان کے ساتھ تھوڑی دیر گزارو، قائد اور لشکر کے درمیان ربط وتعلق اور ہم آہنگی کے بارے میں سوچو، اللہ کا خطاب ان سبھوں کے لیے ہے۔

صلح حدیبیہ

محترم بھائی! تم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب دیکھا جس کا تذکرہ سورہ فتح میں ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ''لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ...... '' (اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دیا کہ تم ضرور بالضرور مسجد حرام میں داخل ہو جاؤ گے) اس بات سے تم واقف ہی ہو کہ انبیاء علیہم السلام کا خواب سچا ہوتا ہے اور اس کو وحی کا درجہ حاصل رہتا ہے، غزوۂ خندق میں بڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد مومنین کے لیے یہ خوشخبری تھی، نبی اکرم ﷺ نے یہ خوش خبری اپنے ساتھیوں کو دی اور عمرہ کے لیے کوچ کرنے کا اعلان کیا گیا، جی ہاں رسول اللہ ﷺ عمرہ کے ارادے سے مکہ جانے کا ارادہ کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اس کی آواز لگائی۔

سابقین اولین مہاجرین اور انصار کے ساتھ رسول اکرم ﷺ مکہ کے ارادے سے نکل پڑے، آپ کے ساتھ چودہ سو جنگجو تھے۔

بہت سے دیہاتی اور بدّو اس سفر میں شریک نہیں رہے اور سوائے ایک کے کوئی منافق ساتھ میں نہیں آیا۔

اس کی حکمت کے بارے میں غور کرو؟

یہ ہدایت یافتہ قافلہ چل پڑا، ہر طرف سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔

قریش نے ان کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے تیاری شروع کی، اس

کے نتیجے میں مقامِ حدیبیہ میں بیعت ہوئی، ہدایت یافتہ قافلے یعنی انصار اور مہاجرین نے بیعت کی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر جمے رہنے اور میدانِ جنگ سے راہ فرار اختیار نہ کرنے پر بیعت کی، یہی بیعتِ رضوان ہے۔

مکہ کا شوق اپنے تمام حدود کو پار کر چکا تھا، یہ شوق نا قابلِ وصف ہے، کیوں کہ ان کو مکہ میں داخل ہونے کی خوش خبری بھی ملی تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ کی محبت، آپ کی اطاعت، آپ کی پیروی، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق اس نسل کی صفت اور نشانی تھی، اللہ تبارک وتعالی نے قرآنی آیتوں میں ان کا تذکرہ کرکے ان کو اکرام سے سرفراز کیا ہے۔

محترم بھائیو! سورہ فتح کی آیتوں کی تلاوت کرو اور ان کے معانی پر غور کرو، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا، لِيَغْفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا'' (سورہ فتح ۱-۳) ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عطا فرمائی، تاکہ آپ کی پچھلی اور اگلی کوتاہیوں کو معاف کردے اور آپ پر اپنی نعمت کو مکمل کردے اور سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہنمائی کرے۔

اللہ سبحانہ وتعالی سب سے پہلے اپنے حبیب ﷺ پر اپنے احسان کا تذکرہ کر رہا ہے، پھر مولی عزوجل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اپنے احسان کو کھول کھول کر بتا رہا ہے، یہ بھی بتا رہا ہے کہ ان پر سکینت نازل ہوئی جو ان کے ایمان میں زیادتی کا سبب بنی۔

پھر اللہ عزوجل بیعت رضوان کا تذکرہ کرتا ہے، اللہ فرماتا ہے: ''لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا''۔ اللہ تعالی مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ آپ کے ہاتھوں پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، پس ان کے دلوں کی بات اس نے جان لیا، جس کی وجہ سے ان پر سکینت کو نازل فرمایا اور ان کو بدلے میں قریبی فتح عطا کی۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے وصف سے انسان عاجز ہے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا ادیب اور بلیغ ہی کیوں نہ ہو۔ جی ہاں رب العالمین سبحانہ وتعالی نے اس مومن گروہ پر رحم فرمایا اور ان سے حاصل ہونے والے نتیجوں کی وحی سید البشر کے قلب پر کی، اور بہت ہی دقیق وصف اور پوشیدہ رازوں کو بیان کیا: ''مَافِیْ قُلُوْبِهِمْ''۔ جو ان کے دلوں میں ہے۔

صحابہ کرام سچائی، اخلاص اور مولی عزوجل کی رضا کی تلاش کی چوٹی پر پہنچ گئے تھے، اسی وجہ سے وہ فوز وفلاح کے حصول میں کامیاب ہوگئے، ان میں سے ہر ایک نے درخت کے نیچے آپ ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کی، ان میں سے ہر ایک فرد واقف تھا کہ وہ خطابِ الٰہی میں داخل ہے اور اپنی زندگی میں ہی اس بات سے واقف تھا کہ اس کو یہ سعادت اور یہ شرف حاصل ہوا ہے، اور آخرت میں فوز وفلاح اور دنیا میں نعمتوں سے سرفراز ہوا ہے۔

ان آیتوں پر غور کرو! اور یہ بتاؤ کہ کیا کوئی عقل مند ان کے بارے میں غلط بات کہنے کی جرات کر سکتا ہے؟

میں مناقشے کو طول دینا نہیں چاہتا ہوں، میں ان تاویلات کی تردید میں صرف ایک آیت کریمہ پیش کروں گا، تم اس آیت پر غور کرو اور اس کے معانی پر تدبر کرو، یہ آیت بالکل واضح ہے اور اس میں دلوں کے لیے شفا ہے، اس آیت کے سلسلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن کرنے والے حیران اور سرگرداں ہیں، اس آیت کی تردید کرنے سے ان کا خیال، ہاں یہاں تک کہ ان کا خیال بھی عاجز ہے، اور اس کی تاویل کرنے کی ان میں سکت نہیں ہے، اس وجہ سے وہ کفِ افسوس ملتے ہوئے ناکام ونامراد واپس ہوگئے، مجھے اس آیت کے سلسلے میں ان کا کوئی جواب معلوم نہیں ہوا۔

لیکن کٹ حجتی اور خواہشات کی پیروی نے لوگوں کو حق کی پیروی کرنے سے روک رکھا ہے۔

وہ آیت یہ ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ''وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'' (سورہ توبہ ۱۰۰) اور جو سابقین اولین مہاجرین اور انصار ہیں اور جتنے اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت پر غور کرو اور خاص کر اس آیت میں ''وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ'' کی عمومیت پر غور کرو۔

اللہ سبحانہ وتعالی کے فرمان میں اس کی وضاحت ''مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ'' (مہاجرین اور انصار میں سے) سے آئی ہے، جی ہاں وہ لوگ جنھوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور جن لوگوں نے آپ کی مدد کی وہ نصِ قرآنی سے سابقین اولین ہیں، چناں چہ اس کی تردید کرنا یا اس کی کوئی تاویل کرنا ممکن نہیں ہے، اور تمھارے لیے بہتر یہ ہے کہ تم اللہ کے بندے بن کر تیسری صنف میں شامل ہو جاؤ ''وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ'' (اور جتنے لوگوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی) کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قابلِ اقتدا ائمہ ہیں۔(۱)

اللہ تعالی کی تاکیدوں اور بشارتوں پر غور کرو: ''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ'' (اللہ ان سے راضی ہوگیا) اور ''وَرَضُوْا عَنْهُ'' (اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے) اس پر بھی غور کرو کہ اللہ نے ماضی کا صیغہ ''أعد'' استعمال کیا ہے اور ''لَهُمْ'' کے صیغے سے ان کو جنتوں کا مالک بنا دیا

۱۔ ان کی پیروی کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ''والذين جاء وا من بعدهم يقولون ربنا اغفرلنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ....'' اس وجہ سے تمھارے لیے ضروری ہے کہ تم ان کے حق میں دعا کرو۔ صحابی کا قول حجت ہے یا نہیں؟ امت کے درمیان اس سلسلے میں اختلاف ہے، یہ موقع اس کی تفصیلات ذکر کرنے کا نہیں ہے

ہے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے ''خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَدًا '' (اس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے)۔

ان آیتوں کے سیاق وسباق میں دیہاتیوں اور منافقین کے تذکرے پر غور کرو، جی ہاں! جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ عربی زبان سمجھتا بھی ہے تو اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارۂ کار ہی نہیں ہے کہ صحابہ کی فضیلت کو تسلیم کرے۔

محترم بھائیو! مجھے اللہ تعالی کے اس فرمان پر کچھ زیادہ رکنے کی اجازت دی جائے:

''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ '' (سورہ فتح ۲۹) محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں، تم ان کو رکوع اور سجدے کی حالت میں دیکھو گے کہ وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں ہیں، سجدے کے اثر کی وجہ سے ان کے چہروں پر ان کے آثار نمایاں ہیں، تورات میں یہ ان کا وصف بیان کیا گیا ہے، اور انجیل میں ان کا وصف یہ ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اس نے اس کو طاقت ور کیا، پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔

جی ہاں! صحابہ کا تذکرہ تورات اور انجیل میں ہے، ان کے اوصاف حمیدہ اور ان کے ممتاز صفات کا بیان ان آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔

محمد ﷺ تمام رسولوں کے امام ہیں اور آپ کے صحابہ سب سے بہترین ساتھی ہیں، ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ '' (اور جو آپ کے ساتھ ہیں) آپ ﷺ کے ساتھ سچی بھائی چارگی اور

دوستی اور خوشی وغم ہر موقع پر آپ کے ساتھ الفت ومحبت سے رہتے ہیں، ''أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ '' (وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں) اپنے والدین، گھر والوں اور خاندان کے لوگوں میں سے کافروں کے خلاف بڑے سخت ہیں، ''رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ '' (وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں) سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے والے کو معلوم ہے کہ ان کی محبت اور بھائی چارگی کس چوٹی پر پہنچی ہوئی تھی، آپس میں ایک دوسرے پر رحم کی کوئی انتہا نہیں ہے، وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے: ''وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ '' (وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے وہ تکلیف میں مبتلا ہوں) ان کے درمیان دوستی سچی تھی: ''بعضهم أولياء بعض ''، (وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں) اللہ تعالی کا فرمان ہے: ''بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ '' و(وہ ایک دوسرے سے ہیں)، اللہ تعالی نے یہی وصف ان کا بیان کیا ہے، ان کے وصف میں قرآن کریم کی بات ماننا ضروری ہے ''رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ''، (وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں) اس بات کو ماننا ضروری ہے کہ ان کے درمیان دوستی اور ایک دوسرے پر رحم ہی اصل ہے، کیوں کہ اللہ سبحان وتعالی نے ان لوگوں کا یہی وصف بیان کیا ہے، اس وجہ سے اس کو ماننا اور تاریخی کہانیاں لکھنے والوں کی بات کو ترک کرنا ہمارے لیے ضروری ہے، اس مسئلہ کی بڑی اہمیت ہے، اور ہمارے پاس محکم آیتیں موجود ہیں، جن کے مقابلے میں ایسی روایتیں ہیں جن کی کوئی سند نہیں ہے اور ان کہانیوں کا متن قرآن کریم کے بالکل مخالف بھی ہے، چناں چہ ان آیتوں پر غور کرو، اور اپنے عقیدے پر بھی غور کرو کہ تمہارا عقیدہ قرآن کریم کے مطابق ہے یا تم تاریخی کہانیوں سے متاثر ہو؟

صحابہ عبادت گزار ہیں، عبادت ہی ان کی امتیازی شان ہے، صحابہ ویسے ہی ہیں جیسے قرآن کریم میں ان کا تذکرہ ہے: ''تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ''، (تم ان کو رکوع اور سجدے کی حالت میں دیکھو گے) اس وصف میں ان کا اکرام ہے، کیوں کہ عبادت کے

سب سے اہم حالات رکوع اور سجدے کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے، اس تعبیر سے تم کو یہ احساس ہوگا کہ گویا یہی ان کی دائمی حالت ہے، اسی طرح ہے، کیوں کہ رکوع اور سجدے ان کے دلوں میں پیوست تھے اور ان کے دل مسجدوں سے اٹکے ہوئے تھے۔

کیوں کہ ان کے دل میں دنیا کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی، اس خواہش کے اثرات ان کے چہرے پر نمایاں تھے، ان میں نہ تکبر تھا اور نہ غرور، بلکہ وہ متواضع تھے، ہر وقت اللہ کے خشوع وخضوع کا اثر ان کے چہروں سے عیاں تھا، ایمان کا نور ان کے چہرے پر نظر آتا تھا، سجدوں کی وجہ سے پیشانی پر نشان سے جو بات ذہن میں آتی ہے اس سے وہ مراد نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد چہرے کا نور ہے، لیکن یہ نشان بننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے (اس آیت کی تفسیر تفسیر ابن جریر وغیرہ میں دیکھی جائے) بلکہ بعض سلف نے اس کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

غور کرو! ان کی یہ صفات یہودیوں کے یہاں تورات میں موجود ہے، ان صفات کے مقابلے میں نصاری کے یہاں انجیل میں یہ صفات بیان ہوئی ہیں کہ یہ لوگ بڑے طاقت ور اور سخت ہیں، اس کھیتی کی طرح جو پہلے بہت کمزور لگتی ہے، پھر سخت ہوتی ہے اور بڑھتی ہے، کھیتی سے مراد کون ہے؟

اور کسان سے مراد کون ہے؟

اصحاب نبی ﷺ کے حالات اور اعمال کن کو برے لگتے ہیں؟ ''لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ''۔ تاکہ ان کے ذریعے کافروں کو جلادے۔

اللہ تعالی نے یہ بات تاکید کے ساتھ کہی کہ ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے:

''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا''

(اللہ نے ان میں سے ان لوگوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے جو ایمان لے آئے اور جنھوں نے نیک اعمال کیے) یہاں پر ''منهم'' (ان میں سے) کا تذکرہ جنس کو بتانے کے لیے ہے، نہ کہ ان میں سے بعض کو، جس طرح اس آیت کریمہ میں ہے: ''فَاجْتَنِبُوا

الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ'' (بتوں کی گندگی سے باز آؤ) یہاں بتوں کی جنس مراد ہے، نہ کہ بعض بت۔

اس پر غور کرو!

غور کرو، سوچو اور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی اس انوکھی تصویر پر نظر کرو، تورات اور انجیل میں یہ ان کی مثال ہے اور وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں، نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان دوستی ایک حقیقت ہے جس کی تاکید قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں آئی ہے، جس کی وضاحت ہو چکی ہے، یہ صحابہ کرام پر اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ''وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللّٰهِ......'' (سورہ حجرات) اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں۔

صحابہ کی فضیلت پر اس سورہ میں بہت سے نکتے پائے جاتے ہیں۔

وفود کا استقبال

صحابہ کی فضیلت میں سورہ حجرات کی واضح آیتیں ہیں، اس سورہ میں عقیدہ، شریعت اور انسانی وجود کے حقائق کے کلیات بیان کیے گئے ہیں، اسی طرح مسلم معاشرے کے نشانات بتائے گئے ہیں، ایمانی اخوت کو مستحکم کیا گیا ہے، اس کے مخالف اور اس کو کمزور کرنے والی ہر چیز کے خلاف جنگ کی گئی ہے۔

ہمارے موضوع سے متعلق آیتوں کے سلسلے میں صرف دو باتیں بیان کی جائیں گی:

۱۔ وہ آداب جن کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ پیش آتے وقت خیال رکھنا ضروری ہے، اور دیہاتیوں کا اس سلسلے میں کیا رویہ ہے؟

سورہ کی ابتدا میں مومنین کو مخاطب کیا گیا ہے اور ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر سرِ تسلیم خم کریں، نبی کے آگے نہ بڑھیں، بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر راضی برضا رہیں اور آپ کو مشورے دینے میں جلدی سے کام نہ لیں، اور اللہ کی طرف سے کوئی حکم نازل ہونے سے پہلے کسی معاملے میں نہ بولیں، بلکہ حکمِ خداوندی سے پہلے کوئی بھی کام نہ کریں۔

آپ کے ساتھ بات کرنے کے انداز اور آپ کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کرنے کے بلند آداب پر غور کرو، مولیٰ عزوجل کی طرف سے صحابہ کی رہنمائی اور دیہاتیوں کے بارے میں اللہ کے تذکرے کے درمیان فرق کو محسوس کرو، حالاں کہ وہ بھی صحابہ میں سے ہی ہیں۔

اس میں بہت سے نکتے اور دلالتیں ہیں، جن میں سے اہم یہ ہے کہ صحابہ کے

مراتب میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔

سوچو اور غور وخوض کرو!

ان آیتوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے واقعات کی زندہ تصویریں ہیں۔

۲۔ ان آیتوں میں صحابہ کرام کی فضیلت بیان ہوئی ہے، پس ان میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی کے عظیم نعمت ہونے پر نصِ صریح موجود ہے، اللہ فرماتا ہے: "وَاعْلَمُوْا أَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ"، (اور یہ بات جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں) اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ وحی ان کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتی ہے، یہ اس مومن گروہ کا رسول امین ﷺ کے واسطے سے خالق رب العالمین کے درمیان ربط ہے۔

ان کے حالات کی خبر بلکہ ان کے دلوں کے رازوں کی خبر ان تک پہنچتی ہے، ان پر آنے والی مصیبتوں اور امور کا فیصلہ ہوتا ہے اور مسائل کا حکم اترتا ہے۔

یہاں تک کہ انفرادی مسائل کا بھی حل نکل آتا ہے: "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا" (اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے سلسلے میں جھگڑ رہی تھی) اللہ تعالیٰ ام ایمن سے راضی ہوجائے، آپ ﷺ کی وفات پر وحی کے منقطع ہونے کی وجہ سے آپ رو پڑی اور آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تمام صحابہ بھی رو پڑے، یہ قصہ بہت ہی مشہور ہے، یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضرت ابوبکر حضرت عمر کے ہمراہ حضور اکرم ﷺ کی اقتدا میں ان کی ملاقات کے لیے آئے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔

اس آیت پر پھر غور کرو اور سوچو!

''وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ وَزَيَّنَهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ''(لیکن اللہ نے تم میں ایمان کو محبوب بنایا اور اس کو تمھارے دلوں میں مزین کیا) جی ہاں یہ ان پر اللہ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے ایمان کو ان کے دلوں میں فطری طور پر پیوست کر دیا، اپنی خواہشات کی محبت کے مقابلے میں اللہ کی محبت ان میں زیادہ تھی، اس تاکید پر غور کرو: وَزَيَّنَهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ '' (اور اس کو تمھارے دلوں میں مزین کیا) ایمان کی ضد اور اس میں کمی لانے والی چیز کا بھی تذکرہ فرمایا: ''وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ '' (اور تم میں کفر، فسق وفجور اور نافرمانی کو ناپسند بنایا) اللہ تبارک وتعالی نے صحابہ کی یہ فطرت بنائی کہ وہ ایمان میں کمی لانے والی ہر چیز کو ناپسند کرتے ہیں، اللہ اکبر! اس آیت اور اس کے آخری جزء پر غور کرو: ''أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ '' (یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں) اللہ تعالی نے ان لوگوں پر یہ احسان کیا کہ ان کو اپنے نبی کی رفاقت اور صحبت کے لیے منتخب فرمایا اور ایمان کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی، ایمان کو ان کے دلوں میں مزین فرمایا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اہل بنایا اور اس کی ان میں صلاحیت پیدا فرمائی، پس وہ کفر، فسق وفجور اور نافرمانی کو ناپسند کرتے ہیں، بہت بڑی حکمت کی وجہ سے ان تینوں الفاظ: کفر، فسق وفجور اور نافرمانی کا تذکرہ آیا ہے، اللہ نے ان میں سے کسی لفظ کو بھی نہیں چھوڑا ہے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے جب انھوں نے صحابہ کی یہ تعریف فرمائی: اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد ﷺ کے دل کو تمام بندوں کے دلوں میں بہتر پایا، چناں چہ ان کا انتخاب کیا اور ان کو اپنا پیغام دے کر مبعوث فرمایا، پھر محمد ﷺ (اور انبیاء) کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد ﷺ کے دل کے بعد آپ کے ساتھیوں کا دل سب سے بہتر پایا، چناں چہ اللہ نے ان کو اپنے نبی کے وزراء بنایا، جو آپ کے دین کے دفاع کے لیے جنگ کرتے ہیں۔

جی ہاں! اس آیت میں صحابہ کی فضیلت، ان کی عدالت اور ان کے استحقاق اور اللہ

کے نزدیک ان کی فضیلت کی دلالتیں موجود ہیں۔

اللہ تعالی کے اس کلام پر غور کرو: ''أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ '' پھر اللہ عزوجل نے اس کے بعد فرمایا: ''فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ '' (یہ اللہ کی طرف سے فضل واحسان اور نعمت ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے) جی ہاں! صحبتِ رسول اللہ کی نعمت ہے، جو نعمت اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کو عطا فرمائی، اور وہ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے، حق سبحانہ کی یہ حکمت ہے کہ اس نے محمد ﷺ کو رسول بنایا اور آپ کو رسولوں میں سب سے بہتر بنایا، اسی طرح اللہ نے آپ کے لیے ساتھیوں کا انتخاب کیا اور ان کو بہترین ساتھی بنایا، اللہ ان سب سے راضی ہو جائے، صحابہ کا یہ مقام اور مرتبہ صحبت رسول اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے ہے۔

غزوۂ تبوک

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے غزوۂ تبوک کے واقعات اور اس سے پہلے اور بعد والے واقعات وحالات کے سلسلے میں سورہ توبہ نازل فرمائی، رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی آخری سورتوں میں سے ایک سورہ یہ بھی ہے، اس میں نبوی معاشرے کی واضح تفصیلات ملتی ہیں۔

اس کو غور سے پڑھنا بہت ہی ضروری ہے، کیوں کہ یہ سورہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی اور اس میں مسلم معاشرے کے حالات بیان کیے گئے ہیں، یہی ہمارے لیے سب سے اہم ہے، کیوں کہ یہی موضوع کی جان ہے، یہ ضروری ہے کہ تم اس سورہ کی آیتوں کی تلاوت کے وقت غور کرو، تمھیں منافقین کے حالات کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ ملے گا، ان کے صفات اور ان کے حالات کا خلاصہ معلوم ہوگا، اور اس بات سے واقف ہو جاؤ گے کہ اہل مدینہ میں سے بعض لوگ بہت سخت منافق تھے، وہ جنگوں میں نکلنے سے پیچھے رہے اور انھوں نے خرچ کرنے میں حصہ نہیں لیا، بلکہ جن مومنین نے اپنا مال اللہ کے راستے میں لگایا ان کو طعنہ دیا، وہ مفاد پرست ہیں، جلدی معاہدہ کرتے ہیں اور ادنی سے ادنی شبہ کو بھی تھامتے ہیں اور اس کو اپنی دلیل بناتے ہیں، کیا ان میں سے عشرہ مبشرہ ہیں یا ان کے علاوہ سابقین اولین ہیں؟

میرے محترم بھائیو!

منافقین کی صفات پر غور کرو، اور اللہ کی طرف سے تذکرہ کردہ انصار اور مہاجرین سابقین اولین کے بارے میں تدبر کرو، تمھارے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے

ساتھیوں کے بارے میں اللہ کے تذکرے پر خوش ہو جاؤ، اس سورہ میں تمھیں دیہاتیوں کا تذکرہ ملے گا، وہ سب یکساں نہیں ہیں، بلکہ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس طرح گویا ہے: ''وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ'' (سورہ توبہ ۹۸) ان دیہاتیوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اس کو جرمانہ سمجھتے ہیں اور تم پر مصیبتوں کے منتظر رہتے ہیں، ان ہی پر برا وقت ہے، اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

دیہاتیوں کا یہ ایک طبقہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تھے، اسی طرح دوسرا طبقہ بھی تھا، جن کی صفات اللہ نے یوں بیان کیا ہے: ''وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ'' (سورہ توبہ ۹۹) اور ان دیہاتیوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ کا قرب حاصل کرنے اور رسول اللہ کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، سن لو! یہ ان کے لیے قربت کا ذریعہ ہے، اللہ ان کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا، بے شک اللہ بڑی مغفرت فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے۔

اس سورہ میں تمھیں ان لوگوں کا تذکرہ ملے گا جو تنگی کے لشکر یعنی جنگ تبوک میں شامل ہونے والی فوج میں شریک نہیں ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرنے سے پچھڑ گئے، جنھوں نے نیک اعمال بھی کیے اور برے اعمال بھی۔

یہ تفصیلات واضح اور پوری باریکی کے ساتھ بیان کی گئی ہیں، اس میں معاشرے کے حالات کی عکاسی ہے، اس میں تمھیں مہاجرین اور انصار کا ذکرِ خیر ہی ملے گا، صرف اسی سورہ میں نہیں، بلکہ پورے قرآن میں، اور محکم آیات میں ان کے لیے اور نبی کریم

ﷺ کے لیے ایک ہی ساتھ واضح بشارت دی گئی ہے، یہ اللہ کے حبیب ﷺ اور ان کے باعزت صحابہ کے درمیان پختہ ربط و تعلق اور ہم آہنگی کی دلیل ہے۔اس کو پڑھو اور غور کرو۔

''لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَاكَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ''۔(سورہ توبہ ۱۱۷) اللہ تعالی نے نبی اور مہاجرین وانصار پر توجہ فرمائی جنھوں نے تنگی کے موقع پر آپ کا ساتھ دیا، بعد اس کے کہ ان میں چند لوگوں کے دل متزلزل ہو گئے تھے، پھر اللہ نے ان پر توجہ فرمائی، بے شک اللہ ان پر بہت ہی شفیق اور مہربان ہے۔

یہ تمام مہاجرین اور انصار کے لیے ہے،شروع آیت میں پھر آیت کے بیچ میں اللہ کی طرف سے ان پر توجہ دینے کے بارے میں غور کرو،اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ قول ہے:''إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ''(بے شک اللہ ان پر نہایت شفیق اور مہربان ہے)اس قوم کے پیچھے تم کیوں پڑے ہو جس پر اپنی رحمت نازل کرنے کی ذمے داری اللہ نے لی ہے اور مولی ان پر مہربان ہے۔

اس سے پہلے والی آیت میں سابقین اولین مہاجرین وانصار اور اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں کی خصوصیات اور امتیازات کو بیان کیا گیا ہے،اس میں بہت سے لطیف اشارے ہیں،جن میں سے بعض پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ سابقین اولین کون ہیں؟ ہر وہ شخص جس نے قبلہ اولی اور قبلہ ثانیہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے وہ سابقین اولین میں سے ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والا ہر شخص سابقین اولین میں سے ہے، بہر حال اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ فضیلت کے اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف طبقات ہیں، ہر طبقے کا ایک مقام اور مرتبہ ہے،بہترین صحابہ وہ ہیں جو سابقین اولین ہیں،

یہ وہ صحابہ ہیں جو جنگِ بدر،جنگِ احد،جنگِ خندق اور اس کے بعد بیعتِ رضوان میں شریک رہے۔

نعوذ باللہ اگر ان میں سے کوئی منافق ہوتا تو قرآن میں اس کا تذکرہ ضرور آتا، سبحان اللہ! تین صحابہ جنگِ تبوک سے پچھڑ گئے اور انھوں نے کوئی عذر پیش نہیں کیا بلکہ سچ سچ بتایا تو ان کی تفصیلات میں آیتیں نازل ہوئیں، اسی طرح ان کمزوں کا بھی بیان ہوا جو خرچ کرنے کے لیے اپنے پاس کچھ نہیں پاتے ہیں، ان سب کا تذکرہ ہے، پھر اللہ ان لوگوں کے تذکرے سے خاموش رہا جو خطرہ ہیں اور منافقوں کے سردار ہیں!! کیا ایسا ہو سکتا ہے!! جیسا کہ دل میں کھوٹ رکھنے والوں کا دعوی ہے، اس سورہ کی تلاوت کرنے والے میں اس بات کا یقین پیدا ہو گا کہ نبوی معاشرے میں کوئی شر کو اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہو یا اس سے اسلام اور مسلمانوں کو خطرہ ہو تو ممکن ہی نہیں ہے کہ سورہ توبہ میں ان کو رسوا کرنے والا اور ان کے حالات کو منکشف کرنے والا تذکرہ نہ آیا ہو، ایسا کیوں نہ ہو؟ جب کہ یہ سورہ منافقوں کو رسوا اور ان کے حالات کو کھول کھول بیان کرنے والی ہے؟

سورہ توبہ کے تناظر میں معاشرے کی تقسیم

۱۔مہاجرین اور انصار میں سے سابقین اولین: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ...... ''(سورہ توبہ۱۰۰)مہاجرین اورانصارمیں سے سابقین اولین اوروہ لوگ جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوگیا۔

۲۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی اورآپ کے ساتھیوں کا تذکرہ عمومیت کے ساتھ یعنی سابقین اولین اوردوسرے مومنین کا تذکرہ ایک ساتھ کیا ہے، اللہ کا فرمان ہے: ''لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ''(سورہ توبہ۸۸)لیکن رسول اورآپ کے ساتھی جوآپ پر ایمان لے آئے اوراپنے مال اوراپنی جانوں سے جہاد کیا، اوران ہی کے لیے ساری خوبیاں ہیں اوریہی لوگ کامیاب ہیں۔

۳۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مہاجرین اورانصار کا تذکرہ سابقین اولین کے تذکرہ کے بغیر کیا ہے، جب کہ دوسری آیت میں سابقین اولین کی وضاحت ملتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:''لَايَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ''(سورہ حدید۱۰)تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اوردشمنوں کے خلاف جنگ کی، یہ لوگ ان لوگوں سے درجے میں بہت بڑھے ہوئے

ہیں جنھوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جنگ کی، اور ہر ایک سے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے، اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

یہاں صحابہ کے دوطبقات کے درمیان واضح فرق ہے، اللہ نے ان سبھوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے، اللہ صاحبِ فضل واحسان ہے، مولیٰ عزوجل نے معاشرے کے چند افراد کے واقعات کا تذکرہ الگ سے کیا ہے، یہ وہ تین لوگ ہیں جوغزوہ تبوک سے پچھڑ گئے تھے، اسی طرح ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جوخرچ کرنے کے لیے اپنے پاس کچھ نہیں پاتے تھے۔

۴۔اللہ عزوجل نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے نیک اعمال بھی کیے اور برے اعمال بھی کیے، اللہ نے اس مسجد والوں کی تعریف کی ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، ان دقیق تفصیلات پر غور کرو، یہ سب مومنین میں سے ہیں۔

۵۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ کیا ہے اوران کے حالات اورصفات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، اسی طرح ان میں سے چند افراد کی صفات کا ذکر کیا ہے، اس پر غور کرو، اور مومنین ، اعراب (جن میں سے کچھ سچے مومن ہیں اور کچھ جھوٹے منافقین) اورمنافقین کی تفصیلات پر غور کرو، اس سے پہلے بھی میں یہ بات کہہ چکا ہوں کہ کیا کوئی عقل منداس بات کا تصور بھی کرسکتا ہے کہ یہ تمام تفصیلات قرآن مجید میں آئی ہیں اور منافقین میں سے سب سے خطرناک شخص کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہے؟

اختتام سے پہلے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:''وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ ''۔(اے نبی) ان لوگوں کے ساتھ صبر کرو جو اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں۔

اللہ عزوجل اپنے نبی کو صحابہ کرام کے ایک گروہ کے ساتھ صبر کرنے کا حکم دے رہا ہے۔

اس آیت پر غور کرو اور اس عزت کی طرف نظر کرو، اللہ کے نبی ﷺ کے بلند مقام ومرتبے کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ان لوگوں کے ساتھ صبر کرنے کے لیے کہہ رہا ہے جو اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں، یہ لوگ کون ہیں؟ یہ اللہ کے نبی اور آپ کے صحابہ کے درمیان مضبوط ربط اور تعلق کی دلیل ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:''فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ، وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ ''(آل عمران ۱۵۹) اللہ ہی کی رحمت کی وجہ سے آپ نے ان کے ساتھ نرم رہے، اگر آپ تند خو اور سخت طبیعت ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، پس آپ ان کو معاف کیجئے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کیجئے اور معاملات میں ان کے ساتھ مشورہ کیجئے۔

اللہ کی رحمت میں سے یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے نرمی کا برتاؤ پایا، آپ نے ان کے لیے مغفرت کی دعا کی اور ان کے ساتھ مشورہ کیا۔

میرے محترم بھائی! اس آیت کی معانی پر غور کرو! رسول اللہ ﷺ کے پاس آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی طرف سے وحی آتی ہے جب کہ آپ کے تمام افعال اور

اقوال بالکل درست اور کسی غلطی اور کمی سے پاک ہیں، وہ انسانوں میں سب سے بہترین انسان ہیں، ان کے پاس اللہ کی طرف سے حکم آتا ہے کہ اپنے ساتھیوں اور صحابہ کے ساتھ مشورہ کرو، اس حکم میں بہت سی دلالتیں ہیں، ان میں سے اہم یہ ہے کہ اسلام میں مشورے کی بڑی اہمیت ہے، اس آیت کریمہ سے ان لوگوں کا بلند مقام اور مرتبہ معلوم ہوتا ہے جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے مشورہ کیا۔

جی ہاں! اس کو ہر وہ شخص محسوس کرتا ہے جس کے پاس دل اور بصیرت ہو، مصطفیٰ ﷺ کے مقام اور مرتبے پر غور کرو تمہیں ان لوگوں کا مقام ومرتبہ بھی معلوم ہو جائے گا جن کے ساتھ آپ نے مشورہ کیا، اللہ کے محبوب ﷺ کی طرف سے ان کے حق میں مغفرت کی دعا پر تدبر کرو، حبیب کی طرف سے یہ استغفار اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی وجہ سے حاصل یہ مرتبہ ان کو مبارک ہو۔

میرے محترم بھائیو! قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کو بہت سی ایسی آیتیں ملیں گی جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے سلسلے میں عمومیت کے ساتھ نازل ہوئی ہیں، جن میں سے بعض آیتوں کا اختصار کے ساتھ ہم نے یہاں تذکرہ کیا ہے، جو اس شخص کے سمجھنے کے لیے کافی ہے جس کے پاس دل ہو یا وہ سمجھنے کی کوشش کرے۔

خلاصۂ کلام

محترم بھائیو! تم اس وقت کو یاد کرو جب تمھیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے، اور ان آیتوں پر غور کرو جو تم کو اس کتاب میں سنائی گئیں، ان واقعات کے بارے میں سوچو جن میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ خوشی وغم اور تکلیف وراحت ہر موقع پر رہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر غور کرو کہ آپ نے یہ زندگی کن کے ساتھ گزاری؟

آپ کے شاگرد اور طلبہ کون ہیں جنھوں نے آپ سے علم حاصل کیا؟

آپ کے فوجی اور لشکر کون ہیں جن کو ساتھ لے کر آپ نے اپنے دشمنوں کا مقابلہ کیا؟

آپ کے ہم نشین کون ہیں جن سے آپ نے اپنے معاملات میں مشورہ کیا؟

وہ لوگ کون ہیں جن کے ساتھ آپ اٹھتے تھے، بیٹھتے تھے، کھاتے تھے، پیتے تھے، اور ان سے مانوس ہوتے تھے اور وہ لوگ آپ کی ہم نشینی سے خوش ہوتے تھے؟

وہ لوگ کون ہیں جو آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور آپ کی نصیحتوں اور تقریروں کو سنتے تھے؟ وہ لوگ کون ہیں جو آپ کی ملاقات کے لیے جاتے تھے اور آپ ان کی ملاقات کے لیے جاتے تھے؟

وہ لوگ کون ہیں جو اللہ کے نبی کے خاطر اپنی مال ودولت کو خرچ کرتے تھے؟

وہ لوگ کون ہیں جو اپنی جانوں کو اللہ کے نبی کے خاطر قربان کردیتے تھے؟

وہ لوگ کون ہیں جنھوں نے قرآن کریم کو آپ ﷺ سے نقل کیا؟

وہ لوگ کون ہیں جنھوں نے پیغام نبوی کا بارِ عظیم اٹھایا اور اس کو آپ ﷺ سے نقل کرکے دوسروں تک پہنچایا؟

وہ لوگ کون ہیں جن کے ساتھ آپ رہے اور جو آپ کی صحبت میں رہے، ان کے ساتھ آپ نے اپنی پوری زندگی گزاری اور ان ہی میں آپ کی وفات ہوئی، انھوں نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی، آپ کی جدائی پر غمگین ہوئے اور آپ کی جدائی کی مصیبت پر صبر کرنے کا اجر پایا جس طرح آپ ﷺ کے ساتھ زندگی گزارنے کا اجر پا چکے ہیں؟

ان لوگوں نے ہم سے بتایا جن کو اللہ تعالی نے اصحاب رسول ﷺ کو گالی دینے اور ان پر طعن وتشنیع کرنے سے رجوع اور توبہ کرنے کی توفیق دی کہ ان کو اطمینان قلب اور زندگی کی حقیقی لذت حاصل ہوئی ہے اور انھوں نے ایمان کی لذت کی حقیقت کو محسوس کیا۔

ان لوگوں نے اللہ تبارک وتعالی کے اس فرمان کی حقیقت کو پالیا: ''وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ'' (اور ہمارے دلوں میں ان کی دشمنی نہ رکھ جو ایمان لاچکے ہیں، اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفیق اور نہایت مہربان ہے) ان کے دلوں سے دشمنی ختم ہوگئی، انھوں نے پاکیزہ اہل بیت اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی، اہل بیت اور صحابہ ہر ایک سے محبت کرنا ہی بالکل صحیح موقف ہے، اسی کے ذریعے ٹوٹے دل جڑ جاتے ہیں اور مومن کو سعادت وخوش بختی اور اطمیان کا احساس ہوتا ہے، اور اللہ کے حکم سے ایسا مومن قیامت کے دن پاک وصاف دل لے کر آئے گا۔

اپنے دل کی سلامتی کی خواہش رکھو، اور اپنے دل میں موجود عام مومنین، صحابہ کرام اور خصوصیت کے ساتھ اہلِ بیت کی دشمنی اور ناپسندیگی کا روگ نکال دو، جو صحبت رسول اور قرابتِ رسول کے فضل سے کامیاب ہوچکے ہیں۔

اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی دشمنی نہ رکھ جو ایمان لاچکے ہیں، اے ہمارے پروردگار! تو بڑا ہی مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

صلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين۔

من إصداراتنا
More Others